السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ

ایک ہی کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں یا ایک ہی مجلس میں الگ الگ تین طلاقیں دینا حرام ہیں اور ایسا کرنے والے کو گناہ گار سمجھا جاتا ہے لیکن جمہور علماء کا اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے ، بعض کی رائے یہ ہے کہ اس سے تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں ، بعض کی رائے یہ ہے کہ اس سے ایک طلاق واقع ہوتی ہے جب کہ ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ اس سے طلاق بالکل واقع ہوتی ہی نہیں ، کیونکہ یہ طلاق بدعی ہے ، اور اللہ تعالی کے مقرر کردہ طریقے کے خلاف ہے ۔ سوال یہ ہے کہ اس مسئلہ سے متعلق نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ صحیح حکم کیا ہے ، عکرمہ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکانہ کی ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا تھا ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ جب آدمی اپنی عورت کو ایک یہ کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دے دے تو اسے ایک طلاق شمار کیا جائے گا کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد (زمانے) میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے ابتدائی دو سالوں تک تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیا جاتا تھا ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے اس مسئلہ میں جلد بازی سے کام لینا شروع کر دیا ہے ، جس میں ان کے لئے مہلت تھی لہذا اس کو اگر ہم نافذ کر دیں تو؟ ۔ ۔ ۔ ۔ چنانچہ انہوں نے اسے نافذ کر دیا ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں اور دیگر اہل علم نے اسی بات کو اختیار کیا ہے ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ثابت ہے ۔ سیرت نگار امام محمد بن اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور یہی قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اوران کے شاگرد علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے ۔

شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو بھی اختیار کیا ہے کہ دوسری اور تیسری طلاقیں نکاح یا رجعت کے بعد ہی واقع ہوں گی اور پھر اس کے انہوں نے کئی اسباب ذکر کئے ہیں ، لیکن میرے علم کے مطابق آپ کے اس دوسرے قول کی ادلہ شرعیہ میں سے کسی دلیل سے تائید نہیں ہوتی ۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی کسی کا قول اس کی تائید میں نہیں ہے لہذا صحیح بات بس یہی ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوں گی ، باقی رہی حدیث رکانہ تو وہ اس مسئلہ میں صریح نہیں ہے ، اس حدیث کی سند میں بھی کلام ہے کیونکہ اسے داود بن حصین نے عکرمہ سے روایت کیا ہے اور اس روایت کو محدثین کی ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے جیسا کہ ''تقریب'' ''تہذیب'' اور دیگر کتابوں میں داود مذکور کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مقالات وفتاویٰ

ص347

محدث فتویٰ